# معاشرتی فساد وانتشار کے تدارک کا نبوی منہج

☆ڈاکٹر نسیم محمود

☆☆سمیعہ مجاہد

## Abstract

Islam provides a complete code of life and no doubt it is the religion of love and peace. The aim 0f its teaching is to unite the Muslim world specially and the whole human community in general. “Prophetic Methodology for the Elimination of Social Disturbance and Anarchy” is the topic to provide the practical guideline to built a peaceful and human caring society .First of all the word disturbance and anarchy has been described ,secondly the kinds of disturbance and anarchy as internal and external has been discussed .Different aspects ,reasons and the solutions of all external and internal disturbance and anarchy has been discussed in detail .Moreover their targets and objectives have also been expressed .The main focus of the research is to provide the practical solution of all types of social disturbance and anarchy in light of Prophetic teachings.

لفظِ معاشرہ افراد کے مجموعے پر دلالت کرتا ہے۔ علمائے معاشرت نے انسان کو معاشرتی اور اصحابِ معیشت نے اس کو معاشی حیوان قرار دیا ہے۔ افراد معاشرہ میں لونی، نسلی، وطنی و قومی اور طبائع کا تنوع ہونا ایک امر بدیہی ہے۔ لیکن یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ انہی کی بنیاد پر انسان نے معاشرے کو انتشار و فساد کی آماجگاہ بنا دیا ہے اور یہ تنوع جو تعارف کا ذریعہ تھا وہ تعارض وار ھاب کا باعث بن گیا۔ آج جب اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک چھوٹے سے محلے کی سطح سے لے کر عالمی سطح تک یہی عصبیتیں نظر آتی ہیں جن کو بنیاد بنا کر متحد بھی ہوا جاتا ہے اور دوسروں پر ظلم بھی روا رکھا جاتا ہے۔ زمین میں انتشار و فساد بھی پھیلایا جاتا ہے۔ اور خونریزی بھی کی جاتی ہے، حتی کہ اسکی بنیاد پر ایک دوسرے کا خون بہانے کو اپنے لئے جائز سمجھ لیا جاتا ہے۔

پتہ چلتا ہے کہ فساد و انتشار، جنگ و جدال کا بازار گرم تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے تئیس سال کے قلیل عرصہ میں ایک ایسا پر امن معاشرہ قائم کیا کہ جس کے ثمرات سے چار دانگ عالم فیض یاب ہوا۔ اس جہان میں ہر طرح کی عصبیت کا خاتمہ ہوا، برتری کے سابقہ معیارات بدل گئے، تزکیہ نفس و تطہیر باطنی کے ذریعے لوگوں کو اصلاح اخلاق کی تعلیم دی۔ ایذاء رسانیوں اور پر تشدد کاروائیوں کے جواب میں پر امن طریقہ اختیار کیا، جہاں خون ریزی کا بدلہ لیا بھی جا سکتا تھا وہاں بھی عفو عام کیا، تدریج اور موعظہ حسنہ اور جدال احسن کا مثبت انداز اختیار کیا۔ غرضیکہ یہ آپ ﷺ کی حکمت بالغہ ہی تھی کہ جس کے نتیجے میں سرزمینِ عرب

☆اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ عربی وعلومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

☆☆لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری ویمن کالج، سمبڑیال، سیالکوٹ

کہ جہاں حرمت والے مہینوں کے علاوہ اکثر کشت وخون کا بازار گرم رہتا تھا اسے بلد امین بنادیا۔ جس میں ہر طرح کی نسل و قوم کے لوگ آباد تھے انہیں ایسے رشتہ اخوت میں منسلک کردیا کہ خونی رشتے داری بھی کہیں پیچھے رہ گئی، آج پوری دنیا کو بالعموم اور امت مسلمہ کو بالخصوص یہ چیلنج درپیش ہے کہ ہم بہت سی لسانی، قومی، وطنی، جغرافیائی عصبیتوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ جبکہ یہود ونصاریٰ اور ہنود کی تثلیث اہل اسلام کے خلاف اپنے مکمل اتحاد اور منظم منصوبہ بندی کے ساتھ اہداف ومقاصد حاصل کرتی جارہی ہے۔ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ فساد وانتشار کے خاتمے کے لئے نبی کریم ﷺ منہج کو اپنائیں اس اسوہ حسنہ سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی راہ نجات ہو نہیں سکتی اور امت مسلمہ کی زخم خوردہ حالت کا تریاق اسی کیمیا میں ہے۔اس مقالہ میں ایسے معاملاتِ زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے جن میں کمی بیشی معاشرتی انتشار اور تذبذب کا باعث بنتی ہے اور ان اسباب کے تدارک کے لئے نبوی طرزِ معاش کا جائزہ لیا گیا ہے جس کی اتباع معاشرہ کو نہ صرف امن وآشتی کا مظہر بنادے گی بلکہ معاشرتی استحکام اور ترقی کا ذریعہ بھی بن جائے گا۔

یہ موضوع معاشرتی فساد وانتشار کے تدارک سے متعلق ہے اس لئے سب سے پہلے معاشرہ، فساد اور انتشار کے الفاظ کا فہم ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

**معاشرہ کا مفہوم:** معاشرہ معشر سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی جماعت، قوم یا گروہ ہے [1]۔جب اصطلاحی اعتبار دیکھا جائے تو معاشرے کا معنی یوں سامنے آتا ہے:

"المعاشرجماعات الناس والمعشر الجن والانس وفی التنزیل: یا معشر الجن والانس"

"معاشرے کا معنی لوگوں کی جماعت ہے اور یہ جن وانس دونوں کو شامل ہے قرآن پاک میں اس حوالے سے ہے: اے گروہِ جن وانس"

انگریزی میں اس کے لئے Society کا لفظ استعمال ہوتا جس کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے:

"A large group of people who live together in an organized way, making decisions about how to do things and sharing that needs to be done all people in a country or in a several countries can be refereed to as society.[2]

"ایسے لوگوں کا ایک بڑا گروہ جو منظم طریقے سے اکٹھے رہتے ہیں، یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ چیزوں کو کس طرح کیا جائے اور اس بارے آپس میں مشاورت کرتے ہیں کہ ان کو کس طرح ہونا چاہئے۔اس طرح کے تمام لوگ جو کسی ایک ملک میں ہوں یا کئی ممالک میں ہوں سب کو معاشرہ کہا جائے گا"

ان تعریفات سے واضح ہوا کہ معاشرہ افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو مشترکہ مفادات کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کی خاطر اکٹھا ہوتا ہے اور ان کے معاملات آپس کے باہمی فیصلہ سے ایک ہی طرز پر طے پاتے ہیں۔اس اعتبار سے ان کے افکار، عادات اور اقدار میں اشتراک پایا جاتا ہے۔

**فساد کا مفہوم:** ۔فساد کا مادہ ف۔س۔د ہے اور لغوی اعتبار سے فَسَدَ، یفسِد کضرب، یضرِب و فسد ،یفسد کنصر ،ینصر فسد وفساد ا وفسودا فهو فاسد ضد صلح و تفاسد القوم ای تدابروا وقطعوا الارحام ووالاستفساد خلاف الاستصلاح[3]

''فسد، یفسِد باب ضرب، یضرب اور فسد، یفسد باب نصر ینصر سے ہے جو اصلاح کی ضد ہے اور قوم نے فساد کیا یعنی جھگڑا کیا اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کی اور استفسد ااستصلاح کی ضد ہے"

یعنی لغوی اعتبار سے فساد کا مطلب ایک تو مصالحت کا خاتمہ اور امن و سلامتی والے امور کو ختم کر کے معاشرے میں قطع تعلقی اور لڑائی جھگڑے کو فروغ دینا ہے۔

جبکہ اصطلاحی اعتبار سے کسی چیز کے حد اعتدال سے گزر جانے کو فساد کہتے ہیں یہ صلاح کی ضد ہے اور نفس بدن اور ہر اس چیز میں استعمال ہوتا ہے جو اصلاح یعنی حالت استقامت سے نکل چکی ہو[4] جیسے قرآن میں ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ لْمُصْلِحِ[5]

"اور اللہ اصلاح کرنے والے اور فساد کرنے والے کو جانتا ہے"

اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ[6]

''جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو وہ کہتے ہیں بیشک ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں"

الغرض معاشرتی حالت کو بگاڑنے، بربادی کو فروغ دینے اور قطع تعلقی والے امور کی اشاعت اور ان کے اثرات کے پھیلاؤ کی کوشش فساد کہلائے گی۔

**انتشار کا مفہوم:** لفظ فساد کی وضاحت کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا: عن ابی درداء قال قال رسول الله ﷺ الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصلاة والصدقة،اصلاح ذات البین ،فان فساد البین هی الحالقة[7]

ابو درداء سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں روزہ، نماز، زکوۃ سے درجہ میں افضل چیز نہ بتاؤں؟ وہ صلح کروانا ہے دو کے درمیان، بیشک فساد مونڈھ دینے والا ہے"

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے: عن عبد الله بن عمر یقول کنا قعود ا عند رسول الله ﷺ فذکر الفتن ،فاکثر فی ذکرها حتی ذکر منه فتنة الاحلاس،فقال قائل یا رسولالله ﷺ ما فتنة الاحلا س قالﷺهی حرب و حرب[8]

"عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے پس آپ ﷺ نے فتنوں کا بہت زیادہ ذکر کیا، یہاں تک کہ فتنہ احلاس کا ذکر کیا تو پوچھنے والے نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ فتنہ احلاس کیا ہے ارشاد فرمایا وہ افراتفری، فساد انگیزی، اور قتل وغارت ہے"

ان روایات کے مطابق فتنہ انگیزی، افراتفری کا پھیلاؤ اور قتل وغارت گری کا نام فساد ہے اور آیات واحادیث کی روشنی میں فساد فی الارض کی مندرجہ ذیل صورتیں سامنے آتی ہیں۔

1۔ داخلی فساد/انتشار

2۔ خارجی فساد/انتشار

**داخلی فساد/انتشار:۔** لفظ داخلی داخل سے مشتق ہے لغت میں جس سے مراد اندر جانے والا، گھسنے والا، شامل ملحق اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ فساد وانتشار ہے جو کسی ملک کے اندر موجود عناصر واسباب کی وجہ سے پیدا ہو۔[9]

**داخلی فساد/انتشار کی صورتیں:۔** اسکی درج ذیل اہم صورتیں ہیں۔

1۔ فرقہ واریت اور عصبیت کا فساد/انتشار

2۔ حدود اللہ سے انحراف کا فساد/انتشار

3۔ عائلی فساد/انتشار

4۔ خارجی نظریات کا فساد/انتشار

4۔ اسلامی حکومت کیخلاف بغاوت کا فساد/انتشار

ذیل میں ان اہم صورتوں پر غور کیا جاتا ہے۔

**1۔ فرقہ واریت وعصبیت کا فساد/انتشار:۔** فرق فرقہ کی جدید اصطلاح ہے عبدالقاہر بغدادی نے اس کا استعمال اسطرح کیا ہے: الفِرَق الاهواء الضالة[10] "فرق سے مراد گمراہ فرقے ہیں"

جبکہ عصبیت سے مراد رشتہ داری، طرفداری، قوت، تعصب ہے"[11]

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[12]

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے روشن نشانیاں آجانے کے بعد تفرقہ اور اختلاف کیا اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے"

نبی ﷺ کا رشاد ہے:ستفترق امتی علی سبع و ثلاثون فرقۃ کلھم فی النار الا واحدہ قالوا من ھو یا رسول اللہ ﷺ قال ما انا علی واصحابی(دارمی،ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضل،السنن،باب فی افتراق فی ھذہ الامۃ[13] "عنقریب میری امت میں تہتر فرقے ہونگے وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک کون سا ہے؟فرمایا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں"

اسی طرح حضرت واثلہ بن اسقع کی روایت ہے: قلت یا رسول اللہ ﷺ ما العصبیۃ ؟قالﷺ ان تعین قومک علی الظلم[14]"میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عصبیت کیا ہے فرمایا تو اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے"

اسلام مظلوم کی مدد کا قائل ہے تاکہ اس پر ہونے والے ظلم کا ازالہ کیا جاسکے جبکہ ظالم کی مدد اس کو ظلم سے باز رکھنے کے لئے ہے اور اگر قوم یا برادری کی بناء پر ظالم کی اس کے ظلم میں معاونت کی جائے گی تو عصبیت کہلائے گا جو کہ اسلام میں ناجائز اور امرِ قبیح ہے۔

**فرقہ واریت و عصبیت کے فساد وانتشار کی وجوہات:۔** اسکی اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

**مذہبی،لونی،نسلی،وطنی،قومی تعصب:۔** رنگ و نسل،ذات وقبیلہ کیوجہ سے تفاخر قبل از اسلام بھی پایا جاتا تھا اور بعد از اسلام میں بھی اکثر اس کی چیدہ چیدہ مثالیں نظر آتی ہیں جیسے عرب ممالک میں فتنہ عربی غیر عربی نے امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا،پاکستان میں سندھ کی بدامنی کی ایک وجہ قومیت،لسانیت عصبیت ہے،بلوچستان کی ترقی کی راہ میں قبائلی تعصب حائل ہے جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی الاسود ولا لا سود علی الاحمر الا با لتقوی الاکلکم من ادم و ادم من ترب[15]

"اے لوگوں سنو تم سب کا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے سن لو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی کے سن لو تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے"

اس روایت میں ہر طرح کے تعصب اور اس کی بنیادوں کے خاتمہ کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ معاشرتی فساد کا سبب بنتا ہے۔

**سیاسی مفاد:۔** سیاسی مفاد کے لیے بھی عصبیت کو ہوا دی جاتی ہے جیسے اموی سلطنت کے خاتمے کے لیے ابو مسلم خراسانی نے عربی غیر عربی،ہاشمی غیر ہاشمی عصبیت کو ہوا دیتے ہوئے اموی سلطنت کے لیے مشکلات پیدا کیں۔

**فرقہ واریت و عصبیت کے تدارک کا نبوی منہج:۔** ذیل میں سیرت طیبہ کی روشنی میں فرقہ واریت اور عصبیت کے تدارک سے متعلق اہم نکات بیان کیے جارہے ہیں۔

## تمسک بالقرآن والسنۃ:۔

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ ؤ انی لکم فرط وانکم واردون علی الحوض ،فانظر وا کیف تخلفونی فی الثقلین ،قیل وما الثقلان یا رسول اللہ ﷺ ؟قال الاکبر کتاب اللہ عزوجل سبب طرفہ بید اللہ و طرفہ بایدکم فتمسکوا بہ لن تزالوا و لن تضلوا والاصغر عترتی وانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ،وسالت لہما ذلک ربی فلا تقدموہما لتہلکا ،ولا تعلموہا فانہا اعلم منکم[16]

"زید بن ارقم فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا بیشک تم حوض پر ملنے والے ہو پس دیکھو تم کس طرح میری نیابت کرتے ہو دو وزنی چیزوں میں، پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ وزنی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا اکبر قرآن پاک ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے پس تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور اصغر میری عترت (سنت) ہے۔ وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ لوٹائے جائیں حوض پر، میں نے اپنے رب سے ان دونوں کے بارے میں سوال کیا ہے، پس نہ تم ان سے آگے بڑھنا کہ انہیں ہلاک کر دو اور نہ ان کو جاننے کی کوشش کرو بیشک وہ زیادہ جانتا ہے تم سے"

قرآن میں ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[17]

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور باہم تفرقہ نہ کرو"

امام سیوطی فرماتے ہیں۔کتاب اللہ ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض[18]"اللہ کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی ہے"

اس اعتبار سے کتاب و سنت کی تعلیمات سے تمسک ہی دراصل معاشرتی فساد کے خاتمہ کا ذریعہ بنے گا ورنہ جاہلیت کا تعصب اس امت کی بربادی کا ہی ذریعہ بنیں گے۔

**اتحاد:۔**عن ابن عمران قال قال رسول اللہ ﷺ من خرج بجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ حتی یراجعہ و من مات ولیس علیہ اما م الجماعۃ فان موتتہ میتۃ الجاہلیۃ[19]"ابن عمر روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی جماعت سے ایک بالشت بھی نکل گیا تحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اتار دی اور جو کوئی ایسے مرا کہ جماعت کیساتھ نہ ہو پس بیشک اس کی موت جاہلیت والی ہے"

**حدود اللہ سے انحراف کا فساد و انتشار:۔**اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اسکے متعارف کروائے گئے حدود قیود کے نفاذ میں ہی انسانیت کا تحفظ ہے لیکن موجودہ دور ماڈرن ازم اور یہود و نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بیشتر مسلم ممالک میں اس کا نفاذ ایسے انداز میں نہیں کیا جاتا جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا ہے جس سے انحراف کے نتائج فتنہ و فساد، مذہبی بے راہ

روی، جرائم کی کثرت، غیر منصفانہ معاشرے کے وجود کی صورت میں رونما ہو چکے ہیں۔ذیل میں حدود اللہ سے پیدا ہونے والے فساد وانتشار کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں بیان کیا جارہا ہے۔

حدود حد کی جمع اور الحد مصدر ہے جس سے مراد دو چیزوں کے درمیان روک، چیز کی انتہاء، تلوار کی حد ہے۔اس حوالے سے امام راغب اصفہانی حد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:الحد حاجز بین الشیئین الذی یمنع اختلط احد ھما مع الاخر[20] "حد وہ رکاوٹ ہے جو دو چیزوں کو باہم ملنے سے روکتی ہے" اور اصطلاح میں الحدود زواجر وضعھااللہ تعالی الردع عن ارتکاب ما خطر و ترک ما امر[21] "حدود وہ ڈانٹ ہے جسے اللہ تعالی نے خطرات اور جس سے اللہ تعالی نے روکا ہے رکنے کا حکم دیا ہو وضع کیا ہے "اور فقہاء کے نزدیک عقوبۃمقدرۃتجب حقا للہ تعالی[22]"وہ سزا جو اللہ تعالی کے حق کی حیثیت سے واجب ہو"

جبکہ قرآن میں ارشاد ہے۔وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ، يُدْخِلْهُ نَارًا، خَالِدًا فِيْهَا، وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ[23]

"اور جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی اور اسکی حدود سے تجاوز کیا وہ آگ میں داخل ہو گا جسمیں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے"

امام ابو حنیفہ نے قابل حد جرائم سرقہ، حرابہ، قذف، خمر، زنا بیان کیے ہیں جبکہ امام شافعی اس میں ارتداد اور بغاوت کا اضافہ کرتے ہیں[24]

ان حقائق کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ حدود، شریعت کی پاسداری بقائے امن کی ضمانت اور ان سے بے اعتنائی معاشرتی فساد وزوال کا ذریعہ ہے۔اس لئے نفاذِ حدود ہی معاشرتی امن کی ضمانت ہے۔ذیل میں حدود کے ذریعے معاشرتی فساد کے ازالہ کے نبوی منہج کو دیکھا جاتا ہے۔

**تدارک کا نبوی منہج:۔** سیرت طیبہ کی روشنی میں حدود اللہ کے نفاذ میں پنہاں حکمت و مقاصد درج ذیل ہیں۔

**نفاذ حدود میں غیر جانبداری:۔** نفاذ حدود میں مکمل طور پر غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا جائے گا جیسے فاطمہ مخزومیہ کے لیے حضرت اسامہ نے سفارش کی تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا:

لو فاطمہ بنت محمد سرقت لقطعت یدیھا[25] "اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا"

اس میں رشتے ناطے اور تعلق داری کوئی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ اصل لحاظ قانونِ شریعت کا ہونا چاہئے جیسے عملی طور پر آپ ﷺ نے کر کے دکھایا۔

**نفاذ حدود میں رحم نہ کرنا:۔** امن عامہ کے لیے ضروری ہے کہ مجرم کو اس کے جرم کے بقدر سزا دی جائے اور یہ انفرادیت اسلامی نظام حدود کو ہی حاصل ہے کہ حد کے نفاذ میں کسی طرح بھی نرمی کی اجازت نہیں دیتا تاکہ مجرم کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی اس کا ارتکاب نہ کرنے لگ جائیں۔

**نفاذ حد حاکم وقت کی ذمہ داری:۔** جب حاکم وقت کے پاس جرم سے متعلق خبر دی جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ حد نافذ کروائے جیسے صحیح بخاری میں ہے صفوان بن امیہ سوئے ہوئے تھے چور آیا اور انکی چادر لیکر بھاگا انہوں نے لپک کر چور کو پکڑا اور دربار رسالت میں پیش کر دیا نبی ﷺ نے قطع ید کا حکم دے دیا تو صفوان نے جلدی سے کہا کیا میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا نبی ﷺ نے فرمایا جی ہاں صفوان نے کہا میں نے اسے اللہ کی رضا کے لیے ہبہ کیا نبی ﷺ نے فرمایا:

الا کان ذلک قبل ان تنتهی بہ الی[26] "سنو یہ کام تمہیں اسے میرے پاس لانے سے پہلے کرنا تھا"

**نفاذ حد مجمع عام میں کرنا:۔** نفاذ حدود کے لیے لازم ہے کہ لوگوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے کی جائے تاکہ لوگ عبرت حاصل کر سکیں اور اس کا یقینی طور پر اثر بھی ہوتا ہے کہ لوگ اس انجام کو دیکھ کر ارتکابِ جرم سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں جس سے معاشرہ پر امن رہتا ہے۔

**اسلام کا مشفقانہ نظام سزا:۔** یہ اسلامی نظام سزا ہی کی امتیازی خوبی ہے جو سزاوار اور گناہگار صرف مجرم کو ہی قرار دیتی ہے اس گناہ کے سبب پیدا ہونے والے نومولود کو نہیں جیسے صحیح بخاری میں ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے آکر عرض کی یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کریں جیسے ماعز اسلمی کو کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو حاملہ ہے اس نے عرض کی جی تو آپ ﷺ **فرمایا:** ارجعی حتی تلدی فلما ولدت جاءت بالصبی تحملہ فی خرقۃ فقالت یا نبی اللہ ھذا قد ولدت فقا ل اذھبی فارضعیہ ثم افطمیہ فلما فطمتہ جاء تہ با لصبی فدفع الی رجل من المسلمین وامر بھا[27]

"تو لوٹ جا اور اس کو جنم دے پھر جب اس نے جنم دے لیا تو بچہ لے کر آئی اپنے چوغے میں اٹھا کر عرض کی یا نبی اللہ تحقیق میں نے جن لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو جا اور اسے دودھ پلا پھر مدت رضعت کے بعد وہ بچہ لیکر آئی پس نبی ﷺ نے بچہ کسی مسلمان کی کفالت میں دے دیا اور اس کے لیے (رجم کا) حکم دیا"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں اسلامی حدود میں معاشرے کے لئے عبرت ہے وہیں مجرم کے لئے شفقت کا پہلو بھی ہے کہ اس میں اس کو ہر طرح سہولت مہیا کی جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کو آخرت کے دائمی عذاب سے بچا لیا جائے۔

**عائلی فساد وانتشار:۔** اللہ تعالی نے تخلیق آدم کیساتھ ہی حضرت حواؑ کی تخلیق سے خاندانی نظام کا قیامت تک جاری رہنے والا سلسلہ شروع کیااور زوجین کو خاندانی نظام کی بنیادی اکائی قرار دیا کیونکہ خاندان وہ گہوارہ ہے جو مستقبل کے معماروں کی پرورش کرتا ہے لیکن دور جدید میں لبرل ازم اور سیکولرزم کی تحریکیں اس بنیادی اکائی کے لیے ناسور ثابت ہو رہی ہیں، صبر ، برداشت ، صلہ رحمی، عفو ودرگزر جیسی نایاب اسلامی اقدار دن بدن ختم ہوتی جارہی ہیں،اولاد کی نافرمانی کو بولڈ نیس اور عورت کی سرکشی کو آزادی نسواں کے نعرے سے تقویت دی گئی، مہمان نوازی،صلہ رحمی سے مہنگائی کے سبب چشم پوشی کا عذر تراشہ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی خاندانی نظام نہ صرف توڑ پھوڑ کا شکار ہوا بلکہ اس نظام کی انفرادیت وکشش بھی چندھیانے لگی لہذا2017 کے اعداد شمار کے مطابق صرف پاکستان میں ہی شرح طلاق میں %30 اضافہ ،خاندانی قتل تنازعات میں %10 اضافہ ،اور اولاد کے قتل وتجارت کے بھی ان گنت واقعات دیکھنے کو ملے[28] جس کی بنیادی وجہ دین سے دوری اور سیرت طیبہ ﷺ سے عدم آگاہی ہے ذیل میں سیرت طیبہ کی روشنی میں خاندانی نظام کی فساد وانتشار کے تدارک کے لیے اہم نکات پیش کیے جارہے ہیں۔

**مضبوط خاندانی نظام:۔** خاندانی نظام جہاں عورت کے صبر وتعاون سے قائم ہوتا ہے وہیں مرد کا حسن سلوک، برداشت اسکی بقاء کے لیے ناگزیر ہے لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ایک روایت ہے جس میں مرد وزن دونوں کو فرمایا گیا:

خیر کم خیرکم لاھلہ وانا خیر لاھلی[29]

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہے اور میں اپنے اہل کیساتھ سب سے بہترین ہوں"

شوہر کی اطاعت بیوی کے لیے لازم قرادی گئی ارشاد ہوا: فاین انت منہ فانما ھو جنتک ا و نارک[30]

"پس تم اس کیساتھ (شوہر کیساتھ) کیسی ہو بیشک وہ تیری جنت ہے یا دوزخ"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے مروی ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذ ا صلت المرأۃ خمسھا،و صامت شھرھا،و حصنت فرجھا،و اطاعت بعلھا ،دخلت من ای ابواب الجنۃشاءت[31]

"جو کوئی عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے،اپنی شرمگاہ کو پاک رکھے،اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے"

ان تمام حقائق سے واضح ہوا کہ ایسا مضبوط خاندانی نظام جس میں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور عزت واحترام کا خیال رکھا جائے ایسے نظام والا معاشرہ امن کا گہوارہ ہو گا۔

**والدین کا احترام:** خاندانی نظام میں والدین کے مقام ومرتبہ بھی مسلم حیثیت رکھتا ہے لہذا اسلام میں والدین کے ادب و احترام پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[32]

"پس تم ان سے اف بھی نہ کہو اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو" اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان الله حرم علیکم عقوق الامهات[33] "بیشک اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے"

شریعتِ اسلامیہ کے ان احکام کے ذریعے والدین کے احترام پر زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں اولڈ ہاؤس کی اہمیت کی بجائے والدین کی خدمت کو حصول جنت کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے خاندانی نظام کو خوبصورت بنایا گیا۔

**اولاد کے حقوق:۔** عائلی زندگی کے فساد و انتشار، قتل و غارت کی ایک وجہ اولاد کی پرورش، حق میراث میں حق تلفی بڑی وجہ ثابت ہوتی ہے لہذا اتقوا الله و اعدلوا بین اولادکم[34] "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو" اسی طرح قرآن پاک میں فرمایا گیا: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ[35] "اولاد کو بھوک کیوجہ سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی"

ان احکام کے ذریعے شارع نے معاشرہ کی اصلاح فرمائی کہ والدین اگر اولاد کے اور اولاد والدین کے حقوق ادا کرتے رہیں گے تو کسی کی حق تلفی نہیں ہو گی اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

**قتل غیرت کی مذمت:** غیرت کو بنیاد بنا کر بہن/بیٹی/بیوی کو قتل کرنا فعل جاہلیت ہے جو پاکستان میں دن بدن عائلی زندگی کے تحفظ کے لیے ناسور بنتا جا رہا ہے قندیل بلوچ، زینت (لاہور) اسماء (گوجرانوالہ) کا قتل غیرت کے نام پر ہوا جبکہ حدیث نبوی ﷺ ہے: ان الغيرة ما يحبها الله ومنها ما يبغضها فالتي يبغضها الغيرة من ريبة[36]

"بیشک کچھ غیرت سے اللہ راضی ہوتا ہے اور کچھ غیرت سے ناراض ہوتا ہے وہ غیرت جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے وہ شک کی وجہ سے غیرت ہے"

اسلام نے جرائم کی سزائیں متعین کی ہیں ان کا نفاذ معاشرے کو پر امن بناتا ہے اور ان کی بجائے اگر قانون کو ہاتھ میں لے کر ذرا سی بات پر غیرت کے نام پر قتل کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو اس سے امن نہیں بلکہ انتشار ہی یقینی ہو گا لہذا اسلام کے دامن میں آکر جذبات پر قابو رکھ کے اسی کے احکام کی اتباع میں امن یقینی بنے گا۔

**قوامیت کا تصور:۔** عائلی فسادات کی ایک وجہ عورت کا آزادی نسواں کا مطالبہ جبکہ مرد کا لفظ "قوام" کی آڑ میں عورت پر جبر و تشدد عورت کو مقہور و مجبور کرنا ہے جبکہ قوام سے مراد نہ تو دوسرے کو غلام بنانا ہے اور نہ ہی بے جا پابندی ہے بلکہ اس سے مراد حفاظت کرنا نگہبانی کرنا، سہولیات پہنچانا ہے امام رازی اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں: **الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ**[37] "مرد عورتوں پر قوام ہیں" سے مراد منتظم و نگران ہے" اور نبی ﷺ نے بھی وصال کے وقت فرمایا، اتقوا الله فی النساء[38] "عورتوں

کے بارے میں اللہ سے ڈرو"اور قرآن میں بھی ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ، فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا[39] "اور ان سے اچھے طریقے سے زندگی گذارو اور اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھ دے"

اس طرح کے احکام کے کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ نے عائلی زندگی کو پر امن اور خوشگوار بنانے کا معاملہ یقینی بنایا۔

**قصاص کا تصور:۔** عائلی زندگی کے فساد کے تدارک کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰي ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ[40]

"اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے خون (ناحق) کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے' آزاد کے بدلہ آزاد، غلام کے بدلہ غلام اور عورت کے بدلہ میں عورت، سو جس (قاتل) کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا گیا تو (اس کا) دستور کے مطابق مطالبہ کیا جائے اور نیکی کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے یہ (حکم) تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے، پھر اس کے بعد جو حد سے تجاوز کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے"

اب اگر اسلام کے اس نظامِ قصاص پر عمل شروع کر دیا جائے تو لوگ ایسے جرم کے انجام کو سامنے رکھتے ہوئے کسی پر اس طرح کا ظلم نہیں کریں گے کیونکہ ان کو پتہ ہوگا کہ بدلہ میں ہمیں بھی اس سزا کا سامنا کرنا ہوگا اور وہ اس جرم کے ارتکاب سے رک جائیں گے جس سے معاشرہ خوشحالی کا مظہر ہوگا۔

**خارجی نظریات کا فساد/انتشار:۔** فتنہ خارجیت تاریخ اسلام کا خطرناک اور بدترین فتنہ جو اسلام کے لبادے میں اسلام اور مسلمانوں دونوں کا ہمیشہ بدترین دشمن رہا اور ایک ناسور کی طرح مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرتا ہے جسکی ابتداء ذوالخویصرہ تمیمی شخص سے غزوہ حنین کے بعد ہوئی صحیح بخاری حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: بينا رسول الله ﷺ يقسم ذات يوم قسما اذ قا ل ذوالخويصره تميمي يا رسول الله ﷺ اعدل فقال رسول الله ﷺ ويحک فمن يعدل اذ لم اعدل[41]

"ایک دن نبی ﷺ ہم میں (مال غنیمت) تقسیم فرمارہے تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ انصاف فرمائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا تیرے لئے بربادی ہو اگر میں انصاف نہیں کرتا تو پھر کون انصاف کرے گا"

خارجیت خوارج سے ہے اور خوارج سے متعلق ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: اما الخوارج فهم جمع خارجة اى طائفة وهم قوم مبتدعون سموا بذلک لخروجهم عن الدين وخروجهم عن خيار المسلمين وكان يقال لهم القراءة لشدة اجتهادهم فى التلاوة والعبادة الا انهم كانوا يتاولون القرآن على غير المراد منه ويستبدون برائهم[42]

"خوارج خارجہ کی جمع ہیں یعنی گروہ اور وہ بدعتی لوگ ہیں دین سے اور خیار مسلمین سے نکلنے کی وجہ سے انہیں یہ نام دیا گیا ہے۔ اور انہیں یہ لقب دیا جاتا ہے انکے تلاوت وعبادت میں شدت عمل کی وجہ سے خبر دار وہ قرآن کو غیر مرادی معنی پر تاویل کرتے ہیں اور اس سے اپنی رائے کی تائید کرتے ہیں"

آج امت مسلمہ جن گھمبیر فتنوں سے دوچار ہے ان میں سے ایک فتنہ دہشت گردی بھی ہے جو دراصل فتنہ خارجیت ہی کی ایک شکل ہے۔ تمام امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان اس کا شکار ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی ایک روایت میں اسی فتنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: سیجیء فی اخر الزمان اقوام ،یکون وجوھھم وجوہ الادمیین وقلوبھم قلوب الشیاطین ،امثال الزئاب الصنواری،لیس فی قلوبھم شیء من الرحمۃ ،سفاکون الدماء ،وان تواریت عنھم اغتابوک، وان حدثوک کذبوک ،وان ائتمنھم خانوک،المومن فیھم متضعف،والفاسق فیھم مشرف ،السنۃ بدعۃ والبدعۃ فیھم سنۃ[43]

"عنقریب آخری زمانے میں کچھ لوگ ہونگے جن کے چہرے تو آدمیوں جیسے ہونگے اور انکے دل شیاطین جیسے ہونگے انکی مثال صنواری بھیڑیے جیسی ہے انکے دل میں کوئی رحم نہ ہوگا وہ سفاکی سے خون بہانے والے ہونگے اور اگر تو ان سے کچھ چھپائے تو وہ تیری غیبت کریں گے اور اگر بات کرے تو جھوٹ بولیں گے اور اگر انکے پاس امانت رکھوائے تو خیانت کریں، مومن ان میں کمزور ہوگا اور فاسق ان میں عزت دار ہوگا، سنت بدعت شمار کریں گے اور بدعت سنت شمار کریں گے"

یہی وہ فتنہ ہے جس کی وجہ سے اسلام ہر جگہ بدنام ہوتا ہے یہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں مگر اسلام سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور وہ اسلام دشمنی میں اپنی ہر حد کو پھلانگ جاتے ہیں۔

**خارجی نظریات کے فساد وانتشار کے تدارک کا نبوی منہج:**۔ خارجیت کے فساد وانتشار کی روک تھام کے لیے سیرت طیبہ کی روشنی میں درج ذیل نکات اہم ہیں۔

**خارجیوں سے قتال:** اس فتنہ سے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان سے قتال کر کے ان کا خاتمہ کیا جائے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے آپ فرماتے ہیں: قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی امتی اخر الزمان قوم احداث الاسنا ن سفھاء الاحلام یقولون من خیر قول الناس یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ فمن لقیھم فلیقتلھم فان قتلھم اجر عند اللہ عز و جل[44]

"عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں میری امت میں ایک قوم نکلے گی زیادہ باتیں کرنے والے، غلط تاویلیں کرنے والے، لوگوں میں بہترین بات والے، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس جو کوئی ان سے ملے تو ان کو قتل کرے پھر جس نے ان کو قتل کیا اسکا اجر اللہ پر ہے"

**خارجیوں کی نشاندہی:۔** نبیﷺ نے تمام منافقین کے رازدار رسولﷺ حضرت حذیفہ کو وفات سے وصال سے قبل نشاندہی فرمادی تھی لہذا اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ اسلامی حکمران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خارجیوں کی سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کی کوشش کرے تاکہ ان کے خلاف بروقت کاروائی کی جاسکے۔

**مسلم افرادی قوت کو صحتمند سرگرمیوں میں مشغول رکھنا:۔** نبیﷺ نے مسلم افرادی قوت کو فارغ اوقات کو صحت مند سرگرمیوں میں گزارنے کی تلقین کی آپﷺ نے فرمایا المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل[45] " آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے پس چاہیے تم میں سے ہر کوئی دیکھے کہ وہ کسے دوست بنارہا ہے" لہذا سیرت طیبہ کی روشنی میں نوجوانان اسلام کے لیے ایسے صحت مند پروگرام ترتیب دیے جائیں تاکہ وہ اسلام دشمن عناصر کا شکار نہ ہوں۔

**اسلامی حکومت کیخلاف بغاوت کا فساد/انتشار:** اسلام کو کمزور کرنے کے لئے شرانگیزوں کی طرف سے ایک حربہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی جائے جس کے نتیجے میں اسلامی ریاست عدم استحکام کا شکار ہو جاتی ہے۔ذیل میں اس کی چند صورتوں کا تذکرہ کر کے ان سے بچاؤ کی تدابیر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

**خارجی فساد وانتشار:۔** لفظ خارجی خارج سے ہے جس سے مراد بیرونی، باہر سے متعلق، کسی مسلم ریاست کو جو بیرونی فساد کا اندیشہ اور مسائل لاحق ہوتے ہیں اسے خارجی فساد یا فساد الغزوالفکر کہتے ہیں[46]۔

**فساد الغزوالفکر:۔** ابواسماعیل ریحان نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے

هو الغز بالوسائل العسكرية[47] "اس سے مراد فوجی وسائل کیساتھ فساد کرنا ہے"

آگے چل کر اس کی مزید وضاحت اس انداز سے کی ہے:

هو اسلوب جديد للغز والفكر وضد المسلمين بعد هزائم متكررة[48]

"مسلسل شکستوں کے بعد مسلمانوں کی مخالفت میں مسلح اور فکری مخافت کرنے کا اسلوب (فساد الغزووالفکر کہلاتا ہے)"

**فساد الغزوالفکر کی صورتیں:۔** اس کی اہم صورتیں درج ذیل ہیں۔

1۔استعمار/سامراجیت کا فساد وانتشار

2۔عالمگیریت کا فساد وانتشار

3۔مستشرقین کا فساد وانتشار

ذیل میں ان پر تفصیلی غور کیا جاتا ہے

**1۔ سامراجیت کا فساد وانتشار:۔** سامراجیت سے مراد شہنشاہیت، نو آبادیات، ماتحت سلطنتیں رکھنے کی پالیسی یا کسی دوسرے ملک کے معاملات کو کنٹرول کرنا ہے۔[49] اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے

**عالم اسلام کیخلاف سامراجیت کے اہداف:۔** درج ذیل ہیں۔

1۔ خلافت اسلامیہ کا خاتمہ 2۔ مقامات مقدسہ پر قبضہ 3۔ عالم اسلام پر قبضہ 4۔ عالم اسلام کو فنا کرنا

**سامراجی فساد فی الارض:۔** فرعون نے بنی اسرائیل پر سامراجیت مسلط کی قرآن اسے یوں بیان کیا ہے۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ [50]

"بیشک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے ایک گروہ کو کمزور کر دیا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا بیشک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا"

اور یہی سامراجی انداز حق کے پس پردہ جانے کا اہم سبب ہے۔ اب سامراجیت کے اسباب کیا ہیں ذیل میں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

**سامراجیت کے اسباب:۔** سامراجیت کے اہم اسباب درج ذیل ہیں۔

**فحاشی و عریانی:۔** کتاب مقدس زبور میں سامراجی نظام کی وجہ فحاشی اس انداز سے بیان کی گئی ہے:

"چونکہ صیہون کی بیٹیاں متکبر، گردن کشی اور شوخ چشمی کے سبب خراماں ہوتی ہیں، اپنے پاؤں سے ناز رفتاری کرتی ہیں، گھنگروں بجاتی ہیں اسلئے خداوند صیہون ان بیٹیوں کے سر گنجے اور انکے بدن بے پردہ کردے گا، تیرے بہادر تہہ تیغ ہونگے، تیرے پہلوان جنگ میں قتل ہونگے، اس کے پھاٹک ماتم کریں گے، نوحہ کریں گے اور وہ اجاڑ ہو کر خاک پر بیٹھیں گے"[51]

اس قطعہ میں بیان کردہ تمام صورتیں فحاشی اور عریانی کی صورتیں ہیں جن سے بچاؤ اسلامی ریاست میں امن کا ضامن ہو گا۔

**احکام اللہ سے اعراض:۔** بنی اسرئیل نے جب احکام اللہ سے اعراض کیا تو ان پر سامراجیت مسلط کر دی گئی۔ زبور میں ہے انہوں نے ان قوموں کو ہلاک نہ کیا جن کا خداوند نے انکو حکم دیا تھا بلکہ ان قوموں کیساتھ مل گئے، ان سے کام سیکھ گئے، انکے بتوں کی پرستش کرنے لگے جو ان کے لیے پھندا بن گئے اسلئے خداوند کا اپنے لوگوں پر قہر برسا، اسے اپنی میراث سے نفرت ہو گئی، خداوند نے انکو ان قوموں کے قبضہ میں کر دیا ان سے عداوت رکھنے والے ان پر حکمران بن گئے"[52]

قرآن میں ارشاد ہے: فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ [53]

"پھر بدل دیا ظالموں نے اس بات کو جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس سے ہٹ کر بدل دیا تو ہم نے آسمان سے ان کی نافرمانیوں کے سبب عذاب نازل کیا"

جب احکام شریعت سے اعراض کر کے کسی اور طرزِ زندگی کو اپنایا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تو نازل ہو گا ہی اور یقینی طور پر یہ اعراض فساد فی الارض کا ایک اہم ذریعہ ہو گا جس سے نسلیں برباد ہوں گی۔

**جہاد سے روگردانی:۔** جہاد سے روگردانی بھی سامراجیت کا سبب بنتی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ[54]

"بولے اے موسیٰ بیشک اس میں سرکش لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ وہاں ہیں تو اور تیرا رب جائے پھر جہاد کرے ان سے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے"

اگر موجودہ دور میں امت مسلمہ (کشمیر، شام، فلسطین، برما، افغانستان، پاکستان میں دہشت گردی کا عذاب) کے زوال، قتل عام، محکومی و غلامی، افراتفری، سیاسی و معاشی بدحالی کے اسباب پر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان کے اصل محرکات میں فحاشی و عریانی، بے راہ روی، احکام اللہ سے اعراض، جہاد سے روگردانی ہی قابل ذکر ہیں۔

**تدارک کا نبوی منہج:۔** سیرت طیبہ کی روشنی میں سامراجیت کا تدارک کرنے کے سلسلے میں درج ذیل نکات اہم ہیں۔

**وہن سے اجتناب:۔** حب دنیا و مال اور موت سے نفرت بھی حرص طمع اور بزدلی کا سبب بنتی ہے جس سے دشمن عناصر فائدہ اٹھاتے ہوئے امت مسلمہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا فقال قائل او من قلۃ نحن یو مئذ ؟قال ﷺ انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور اعدائکم المھابۃ منکم ،والیقذفن فی قلوبکم الوھن فقال قائل یا رسول اللہ ﷺ ماالوھن؟ قال ﷺ حب الدنیاو کراھیۃ المؤمن[55]

"قریب ہے کہ امتیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جیسے دستر خوان پر کھانے کے لیے دعوت دی جاتی ہے پس کہنے والے نے کہا کیا اس دن ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہاری کثرت ہو گی لیکن اللہ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب کھینچ لے گا اور تمہارے دل میں وھن ڈال دے گا پس پوچھا گیا وھن کیا ہے؟ فرمایا ﷺ نے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت"

آج یہ چیز پوری امت میں واضح دیکھی جا سکتی ہے اور زوالِ امت کا بڑا سبب بھی یہی نظر آتا ہے۔ اس سے بچاؤ ہی کامیابی کی ضمانت ہو گی۔

**تمسک بالکتاب والقرآن:۔** تمام مسائل اور سامراجیت سے نجات کا ایک ہی نسخہ ہے کہ قرآن و سنت کو عملی زندگی میں مکمل طور پر اپنایا جائے اس والے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

قال ﷺ ترکت فیکم امرین لن تضلو ا ما تمسکتم بھما :کتاب اللہ وسنۃ نبیہ[56]

"ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایامیں تم میں دوچیزیں چھوڑے جارہاہوں تم ہر گز گمراہ نہ ہوگے جب تک انہیں تھامے رکھو گئے وہ کتاب اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے"

فساد کی ان تمام صورتوں سے بچاؤ قرآن وسنت سے عملی تمسک میں ہی ہے امت نے جب سے ان سے اپناناطہ توڑا ہے تب سے بربادی اور ذلت ان کا مقدر بنی ہے لہذا ان دونوں سے اتباع کا تعلق پھر سے قائم کرنا وقت کی ضرورت بھی ہے اور شریعت کا تقاضا بھی۔

**فحاشی وعریانی سے اجتناب:** فحاشی وعریانی قوموں سے غیرت کو ختم کرتی ہیں اور جس قوم میں غیرت نہ رہے بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔اس حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحیاء من الایمان،والایمان فی الجنۃ ،والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار[57]

"حیاءایمان کا حصہ ہے اور ایمان کا انجام جنت ہے اور فحش گوئی نافرمانی ہے اور نافرمانی کا انجام دوزخ ہے"

اس روایت سے واضح ہوا کہ بے حیائی اور فحاشی اسلام معاشرہ میں ایک ایسا فساد ہے جو کہ معاشرے کی جڑوں کو اس انداز سے کھوکھلا کرتا ہے کہ افرادِ معاشرہ کے دلوں سے نیکی اور بدی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور جس بھی قوم کی یہ حالت ہو جاتی ہے اس کا انجام بالآخر تباہی وبربادی ہی ہوتا ہے لہذا اس ناسور کا خاتمہ ازبس ضروری ہے۔

**جہاد فی سبیل اللہ:** لفظ جہاد وسیع مفہوم کا حامل ہے جو جنگ اور تلوار سے متعلق نہیں بلکہ لفظ جہاد سے مراد کوشش یعنی تمام شعبہ ہائے زندگی میں اصلاح کی کوشش کرنا اسی طرح جہاد بالسیف بھی ایک قطعی حکم ہے جو عام حالات میں تو فرض کفایہ ہے لیکن مخصوص حالات میں یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔لیکن جہاد سے مراد پر تشدد کاروائیاں نہیں بلکہ اسلام کا جہاد بالسیف مکمل پر امن پالیسی پر مبنی ہے[58] قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[59] "جو لوگ ہماری راہوں میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں کیطرف راہنمائی کریں گے"

اب ملتِ اسلامیہ کو اپنی بقاء اور معاشرے کو فتنہ وفساد سے بچانے کے لئے فسادی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہو کر اپنا دفاع کرنا ہوگا تبھی امن وامان کا قیام ممکن ہو سکتا ہے ورنہ ذلت ورسوائی کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا۔

**عالمگیریت کا فساد وانتشار:** دنیا نے جب سے سکڑ کر گلوبل ویلج کی شکل اختیار کی ہے تب سے عالمی استحصالی قوتیں پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش میں ہیں اور عالمگیریت کے اس فتنہ کی وضاحت ابوریحان نے اس انداز سے کی ہے:

"عالمگیریت لفظ عالم گیر سے ہے جس سے مراد جہاں کو زیر کرنے والا، دنیا میں پھیلا ہوا، عالم پر چھایا، تمام دنیا کا بادشاہ۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا مقصد اقتصادی، ثقافتی، معاشرتی، معاشی، قومی، وطنی امتیازات کو ختم کرکے تمام دنیا کو یہودی اہداف اور امریکی کے مطابق جدید سرمایہ دارانہ نظام کے ماتحت کرنا"[60]

دنیا پر تسلط ہر عالمی قوت کا خواب ہی نہیں بلکہ اس پر عملی کوششیں جاری ہیں جو کہ دنیا میں ظلم کے راج اور انسانی حقوق کے استحصال کا اہم ذریعہ بھی بن چکا ہے۔

**عالمگیریت کا سیاسی فساد وانتشار:** اس کی حقیقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ "تمام دنیا کے معاملات کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے امریکہ کی ملی بھگت سے یہود نے لیگ آف نیشنز بنائی اور سیاسی عالمگیریت کے مرکز اقوام متحدہ کی 24 اکتوبر 1945 کو بنیاد رکھی"[61] اور عملی طور دنیا کو کس طرح تاراج کیا جارہا ہے روزمرہ کے عالمی معاملات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

**عالمگیریت کا اقتصادی فساد وانتشار:** سونے، چاندی کے ذخائر پر قبضہ کے لیے یہود نے کاغذ کا نوٹ متعارف کروایا اور آئی۔ایم۔ایف، ورلڈ بینک، سوئس بینک جیسے اداروں کے قیام سے تمام دنیا کا سرمایہ سمٹ کر امریکہ، یہودی لابی کے قبضہ میں چلا گیا پانامہ لیکس، ڈان لیکس اسی کی ایک مثال ہیں[62] اور اس کے ذریعے عالمی اقتصادی معاملات کو کنٹرول کیا جارہا ہے۔

**عالمگیریت کا معاشرتی فساد وانتشار:۔** معاشرتی سطح پر امت مسلمہ کو تنزلی کا شکار کرنے کے لیے یہودی لابی جن اہداف پر کام کر رہی ہے ان میں خاندانی نظام کا خاتمہ، آزادی نسواں کے نام پر این جی اوز کو فروغ دینا، جنسی بے راہ روی کی ترغیب معاشرتی فساد وانتشار برپا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جیسے اقوام متحدہ کی چوتھی کانفرنس میں اتفاق ہوا اور آئے دن عجیب وغریب آوازیں ابھرنے لگیں جو کہ "عقد نکاح کے بغیر ہی جنسی عمل ہونا چاہیے" "خاندان دو افراد سے مل کر بنتا ہے چاہے وہ دو مرد ہوں یا دو عورتیں"[63] کی صورت میں ایک تحریک کی شکل اختیار کرکے معاشرے کو اخلاقی انحطاط کا شکار کرکے فساد پھیلانے لگیں۔

**تدارک کا نبوی منہج:** سیرت طیبہ کی روشنی میں عالمگیریت کے سبب پیدا ہونے والے فساد وانتشار کے خاتمے کے لیے راہنمائی میں درج ذیل نکات اہم ہیں۔

**عالمگیر امن پالیسی:۔** ہجرت مدینہ کیساتھ ہی دنیا کا پہلا دستوری منشور میثاق مدینہ کے ذریعے مدینہ اور گردونواح کے تمام عرب قبائل کے لیے امن پالیسی متعارف کروائی گئی[64] لہذا سیرت طیبہ کی روشنی میں امت مسلمہ کے امن کے لیے اقوام متحدہ

جیسے ادارے قائم کیے جائیں جس میں ووٹ کا حق مسلم اکثریت کے پاس ہوا گرچہ اسلامی سربراہی کانفرنس اس سلسلے میں اول قدم ہے لیکن ابھی اس سلسلے میں بہت کچھ کرنے کو باقی ہے۔

**بین الاقوامی اقتصادی پالیسی:۔** شام اور یمن کیطرف جانے والے تجارتی راستوں پر پہرہ لگادیا گیا تاکہ معاشی ذرائع کو کنٹرول میں رکھنے کیساتھ ساتھ دشمن عناصر کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جاسکے[65] مسلم ممالک جن کے پاس معاشی وسائل بھی بکثرت ہیں اور قدرتی طور پر وہ خطے میں ایسی جگہ آباد ہیں جو معاشی، دفاعی، تجارتی لحاظ سے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے پا کستان جو براعظم ایشیاء کے دہانے پر واقع ہے، مشرق وسطی کی عرب ریاستیں اور عرب ممالک معدنی تیل اور معدنیات کی دولت سے مالامال ہیں اگر وہ سیرت طیبہ کہ اس پہلو پر ہی عمل کرلیں تو امت مسلمہ کے عالمی، بدامنی کے مسائل حل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

**بین الاقوامی تجارتی پالیسی:۔** مدینہ سے چمڑا اون، پنیر، کھجور زرعی اجناس شام کی طرف برآمد کیے جاتے اور یمن سے چادریں، دستکاری کی اشیاء درآمد کروائے جاتے جس سے عالمی منڈی سے آگاہی کیساتھ ساتھ معاشی خوداستحکام حاصل ہوتا[66]۔لہذا بین الاقوامی تجارتی منڈیوں تک رسائی کی جائے تاکہ معاشی آزادی، خودانحصاری حاصل ہو۔

**بین الاقوامی خبررساں پالیسی:۔** سیرت طیبہ سے یہ راہنمائی بھی ملتی ہے کہ نبی ﷺ مدینہ آنے والے تاجروں سے انکے ملک کے حالات سے متعلق استفسار کرتے لہذا غزوہ تبوک میں قیصر سے مقابلہ کے لیے تبوک کی طرف پیش قدمی شامی تاجر وں کی مخبری پر ہی کی گئی، اسی طرح غزوہ احد اور غزوہ خندق کی مخبری آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس نے کی، غزوہ خندق میں قریش اور یہود میں تفریق نعیم بن مسعود کی جاسوسی چال کے ذریعے ہی ممکن ہوا[67] ان سب نکات سے یہ بات مستنبط ہوتی کہ اسلامی ممالک کو اس بات کیطرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ملکی اور عالمی سطح پر بہترین سراغ رساں ادارے، تحقیقاتی کمیشن، خبررساں ادارے قائم کئے جائیں۔

**بین الاقوامی تبلیغی وفود:۔** اسلام کو عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے تبلیغی وفود جیسے عبداللہ بن واہب ایران کیطرف، دحیہ کلبی شاہ روم ہرقل کی طرف اور شاہ مصر کیطرف عمر بن عاص کو بھیجا[68] موجودہ حالات میں اسلام کو دہشت گرد مذہب کے طور پر پیش کیا جارہا ہے لہذا مسلم حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ بین الاقوامی سطح پر تبلیغی وفود بھیجے جائیں تاکہ اسلام کی اصل شکل عالمی اقوام کے سامنے واضح ہوسکے۔

**بین الاقوامی تعلقات پالیسی :۔** نبیﷺ نے تبلیغی وفود، تجارتی پالیسی، جہاد پالیسی کے ذریعے عالمی سطح پر تعلقات قائم کیے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں بین الاقوامی سطح پر پروقار اور بارعب تعلقات قائم کیے جائیں۔

**دشمن کی عہد شکنی کی صورت میں دوٹوک انداز اختیار کرنا:۔** نبیﷺ نبی رحمت اور سراپا شفقت تھے لیکن غزوہ خندق میں جب یہود نے میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کی تو اس صورت میں انکی کتاب تورات ہی کی روشنی میں تمام جنگی مرد قتل کروادیے انکی عورتیں لونڈیاں بنالی گئیں، زمینیں غصب کرلی گئیں[69] لہذا سیرت طیبہ کی روشنی میں اسلام دشمن ممالک کیساتھ مناسب رویہ رکھا جائے اور ان کیساتھ اس حد تک نرمی نہ رکھی جائے کہ وہ بزدلی کہلائے۔

**جہاد پالیسی :۔** اسلامی ریاست صرف مدینہ تک ہی محدود تھی لیکن تبلیغ اور جہاد پالیسی کے ذریعے ہی دس سال کے قلیل عرصے میں نہ صرف سارا عرب بلکہ ارد گرد کے کئی علاقے اسلامی ریاست میں شامل ہو چکے تھے۔

**مستشرقین کا فساد وانتشار :۔** علمائے عرب مستشرق کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

دراسۃ الغربیین للشرق الاسلامی حضا رتہ ودیانہ و ادیانہ و لغاتہ و تاریخہ و ثقافتہ و عاداتہ۔[70]

"مغربی دانشوروں کا مشرقی اسلامی علوم، ادیان، زبان، تاریخ، ثقافت، عادت کا مطالعہ کرنا"

اس سے ان کا مقصد مصادرِ اسلام میں آمیزش کرکے اصل شکل کو بگاڑنا یا داغدار کرنا ہے۔ انکے اہم موضوعات میں ذات باری تعالی، رسالت وحیات محمدیﷺ، لغت، تاریخ، فقہ اسلامی، اسلامی ممالک، اسلامی فرقہ واریت، اسلامی تحریکیں قابل ذکر ہیں

**تدارک کا نبوی منہج:۔** سیرت طیبہ کی روشنی ہیں مستشرقین کے اسلام تعصب پالیسی کی وجہ سے پیدا ہونے والے فساد و انتشار کے خاتمے کے لیے درج ذیل نکات اہم ہیں۔

**تقابل ادیان کا مطالعہ :۔** تقابل ادیان کے مطالعہ سے ہی ہم یہ بات جان سکتے ہیں کہ کس مذہب کی تعلیمات میں اسلام کے لیے نرمی پائی جاتی ہے اور کس میں اسلام کے لیے تعصب پایا جاتا ہے تاکہ برادرانہ تعلقات اور دفاعی پالیسی میں مناسب حکمت عملی اختیار کی جائے۔ خود نبیﷺ نے عبداللہ بن سلام سے پوچھا کہ کیا تورات میں زنا کی سزا سنگسار کرنا نہیں؟ صحیح بخاری میں ہے۔

لہذا اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ غیر مسلم پر سزا کا نفاذ اسی وقت اس کے مذہب کے مطابق ممکن ہے جب اس کا فہم ہو لہذا تقابل ادیان کو نصاب میں لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے تاکہ مستشرقین کے فتنوں سے نپٹنا نوجوان نسل کے لیے ممکن ہو۔

**بین الاقوامی علوم کی تحصیل:** زید بن ثابت کو حکم دیا کہ مجھے یہود پر کتابت کے لیے یقین نہیں لہذا تم سریانی زبان سیکھ لو ، پھر فرمایا عبرانی زبان بھی سیکھ لو[71]

لہذا اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ بین الاقوامی علوم کی تحصیل دفاعی پالیسی کے مفاد میں نہایت اہم ہے۔

**اسلامی تحقیقاتی اداروں کا قیام:۔**

مسجد نبوی اور مسجد نبوی کیساتھ ملحق دار صفہ میں تعلیم و تعلم، کتابت حدیث، فقہ اسلامی کی ترویج کا اہتمام کیا جاتا نبی ﷺ کا ارشاد واستعن بیمینک[72] "اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو" اورخذوا عنی مناسککم[73] "مجھ سے مناسک حج سیکھ لو"

آج کے اس دور میں انحطاط اور فساد سے نکلنے کا یہ واضح حل ہے اسلامی تحقیقاتی ادارے قائم کر کے فساد کے بچاؤ اور فلاحِ امت کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔

**بین الاقوامی سفیروں کا تقرر:۔** نبی ﷺ نے معاذ بن جبل کو اہل یمن کی تعلیم کے لیے بھیجا، شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کے دربار میں جعفر طیار بن طالب کو بھیجا تاکہ عالمی سطح پر تعلقات استوار کیے جائیں[74] لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں عالمی سطح پر پروقار تعلقات قائم کیے جائیں جس کے ذریعے دیگر ممالک سے روابط اور خاص طور پر امتِ مسلمہ کے اتحاد اور یگانگت کا ذریعہ بنے گا اور کوئی ان کو نیچا دکھانے کے لئے عملی اقدام سے پہلے سو بار سوچنے پر مجبور ہو گا۔

**مستشرقین کے اعتراضات کا جواب:** احسان بن ثابت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نازک مزاج ہوں خونریزی نہیں کر سکتا آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی زبان سے ہجو کے ذریعے مدد کر[75] اس سے بھی یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات کا جواب دیا جائے تاکہ دنیا میں ان کی طرف اسلام پر کئے جانے علمی حملوں کو علمی انداز میں جواب دیا جا سکے اور دوسری طرف مسلمانوں کی بھی فکری تربیت ہو سکے۔

**توہین رسالت، تمسخر اسلام پر دوٹوک کاروائی کرنا:۔** کعب بن زہیر نے جب نبی ﷺ کی ہجو کی تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کے احکامات جاری کر دیے اسی طرح غزوہ خیبر میں دشمن کے مردوں کے جب احکامات قتل جاری کیے گئے تو زینب نامی یہودی عورت کو بھی قتل کیا گیا کیونکہ اس نے نبی ﷺ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی[76] اسلیے توہین رسالت اور تمسخر کرنے والوں کیخلاف فوراً کاروائی کی جائے چاہے وہ کچھ افراد ہوں یا ممالک تاکہ اسلام کا رعب و جلال قائم رہے۔

الغرض مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں پیدا ہونے والے فساد وانتشار کے تدارک کے لیے قرآن و سیرت طیبہ ﷺ ہی سے کامل راہنمائی وراہبری حاصل ہوتی ہے۔ فساد وانتشار کے خاتمے اور انسانیت کی فلاح کے

لیے ترتیب یا تجویز کیا جانے والا ہر ایسا منشور، ضابطہ، دستور جسے قرآن وسنت کی روح سے نہ سینچا گیا ہو"وہ تیری تہذیب اپنے خنجر سے آپ خود کشی کرنے کے مترادف ہوگی"اسلیے نام نہاد ترقی کے اس جدید دور میں تمام دنیااور خصوصادنیائے اسلام کے تمام مسائل کا واحد اور ناگزیر حل کامل اتباعِ قرآن وسیرت طیبہ ﷺ میں پنہاں ہے اللہ تعالی ہم سب کو عمل ودعوت کی توفیق عطا فرمائے۔

## نتائجِ بحث:

اس علمی مقالہ کے مطالعہ کے بعد درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

- فساد دو طرح کا ہے ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔
- داخلی فساد میں فرقہ واریت اور عصبیت، حدود اللہ سے انحراف، عائلی فساد، خارجی نظریات کا فساد وانتشار اور اسلامی حکومت کیخلاف بغاوت کا فساد وانتشار ہے۔
- فرقہ واریت کے فساد کے اسباب مذہبی، لونی، نسلی، وطنی، قومی تعصب کی نوعیت کے ہیں جبکہ ان کا علاج قرآن وسنت کے تمسک اور اتحادِ امت ہیں۔
- حدود اللہ سے انحراف کے فساد وانتشار کا تدارک نفاذ حدود میں غیر جانبداری اختیار کرنے، نفاذ حدود میں رحم نہ کرنے، نفاذ حد حاکم وقت کی ذمہ داری ہونا، نفاذ حد مجمع عام میں کرنے اور اسلام کے مشفقانہ نظام سزا۔
- عائلی فساد وانتشار کے حل کے لئے مضبوط خاندانی نظام، والدین کے احترام، اولاد کے حقوق کی ادائیگی، قتل غیرت کے خاتمہ، قوامیت کے غلط تصور کے خاتمہ اور اسلامی نظامِ قصاص کے نفاذ میں ہے۔
- خارجی نظریات کے فساد وانتشار کا تدارک خارجیوں کی نشاندہی، ان سے قتال، مسلم افرادی قوت کو صحتمند سرگرمیوں میں مشغول رکھنے میں ہے۔
- اسلامی حکومت کے خلاف فساد وانتشار کا تدارک کتاب وسنت سے تمسک، وہن سے اجتناب، فحاشی وعریانی سے اجتناب، جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔
- عالمگیریت کا فساد وانتشار کا تدارک عالمگیر امن پالیسی، بین الاقوامی اقتصادی پالیسی، بین الاقوامی تجارتی پالیسی، بین الاقوامی خبر رساں پالیسی، بین الاقوامی تبلیغی وفود، بین الاقوامی تعلقات پالیسی، دشمن کی عہد شکنی کی صورت میں دو ٹوک انداز اختیار کرنا۔

- مستشرقین کے پھیلائے فساد وانتشار کا تدارک تقابل ادیان کے مطالعہ، بین الاقوامی علوم کی تحصیل، اسلامی تحقیقاتی اداروں کے قیام، بین الاقوامی سفیروں کے تقرر، مستشرقین کے اعتراضات کے مدلل جواب دینے، توہین رسالت اور تمسخر اسلام پر دوٹوک کاروائی کرنے میں ہے۔

## تجاویز وسفارشات:

اس موضوع پر تحقیقی کام کے بعد اس موضوع پر مزید تحقیق کے لئے درج ذیل تجاویز وسفارشات پر عمل مناسب محسوس ہوتا ہے:

- عصرِ حاضر میں جدت پسندی جہاں اپنی انتہاء کو پہنچ گئی ہے اور انسانیت فساد وانتشار کی جس دہلیز پر کھڑی ہے اس سے چھٹکارہ صرف اور صرف اسلامی تعلیمات اور قوانین کے عملی نفاذ سے ہی ممکن ہے۔
- امتِ مسلمہ کا کھویا وقار بحال کرنے کے لئے حکومتی سطح پر ایسے تربیتی ادارے قائم کئے جائیں جہاں دینی ودنیوی تعلیمات کی تدریس کے ساتھ ساتھ اجتماعی وانفرادی تربیت کا انتظام بھی کیا جائے تاکہ کتاب وسنت پر عمل ممکن ہو جس سے فتنہ وفساد کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔
- اسلامی سزاؤں کا نظام اس انداز سے قائم کیا جائے کہ اس میں مشفقانہ پہلو اجاگر ہو جس سے افرادِ معاشرہ ارتکابِ جرم کی صورت میں اس تصور کے تحت اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کردیں کہ وہ آخرت کے دائمی عذاب سے اپنے آپ کو بچالیں۔
- نبوی نظامِ عدالت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی ممالک میں قضاء کا ایسا نظام قائم کیا جائے جو کہ ہر فردِ معاشرہ کی دادرسی کرے اور فتنہ وفساد کے تدارک کا یہی ایک بڑا ذریعہ ہے۔
- تعلیمی ترقی اور عصری تقاضوں سے آگاہی اور ان کے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرکے افرادِ معاشرہ کو عملی دھارے میں لانا معاشرتی فساد وانتشار کے تدارک کا ایک اہم ذریعہ ہے اور اس کے لئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اجتماعی ذہن سازی کی جائے۔

## حوالہ جات:

[1]۔ابن منظور افریقی، ابوالفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، مطبعۃ دار صادر، بیروت، 574:4

[2]- Cambridge International Dictionary of English, 1996,P:137

[3] -فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، باب الدال، فصل الفاء 625:1

[4]-اسلامی انسائیکلوپیڈیا،1262/1

[5]-البقرۃ:،2: 220

[6]-البقرۃ،2: 11

[7]-ابوداؤد،السنن، باب فی اصلاح ذات البین،289/4؛احمد بن حنبل،المسند،رقم الحدیث(5480

[8]-ابوداؤد،السنن، کتاب الفتنو دلائلھا، باب ذکر الفتن،رقم الحدیث(4242)،94/4

[9]-فیروزالدین،فیروزاللغات،ص:606

[10]-اسلامی انسائیکلوپیڈیا،2/ 1256

[11]-ابوحبیب سعدی،القاموس الفقہی، باب حرف العین،252/1،مکتبہ دارالفکر،دمشق،1993ء

[12]-آل عمران،3: 105

[13]-بخاری،الجامع الصحیح 1636/3،مکتبہ دارالمغنی للنشر والتوزیع السعودیۃ العربیہ

[14]-بغوی،شرح السنۃ، باب الافتخار باالنسب،123/13،الطبعۃ دار احیاء الترث العربیہ،بیروت

[15]-بیہقی،الشعب الایمان،رقم الحدیث(5137)،دار لکتب العربیہ،بیروت،احمد بن حنبل،المسند،11/5

[16]ا-حمد بن حنبل،المسند، باب مسند ابی سعید خدری،171/17

[17] -آل عمران،3: 4 10

[18]-سیوطی،جلال الدین،الدر المنثور،283/2،مکتبہ دار الکتب العلمیہ،لبنان،2000

[19]-احمد بن حنبل،المسند، باب حدیث الحارث الاشعری،406/28

[20]-راغب اصفہانی،المفردات فی غریب القرآن،387/1،ادارہ اسلامیات،لاہور،2000

[21]-مرغینائی،العنایہ شرح الہدایہ، کتاب الحدود،137/7، مطبوعہ دار احیاء الترث العربیہ،بیروت۔

[22]- ماوردی، محمد بن حبیب،الاحکام السلطانیہ،ص:197، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ،بیروت،کاسانی،بدائع الصنائع 101/7،پبلشر ادارہ اسلامیات،لاہور

[23]-النساء،4: 14

[24]-کاسانی،بدائع الصنائع،7/ 109

[25]-بخاری،الجامع الصحیح،المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ،رقم الحدیث،(3475)

[26]- ابن عبدالبر،ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد،المتھید لمافی الموطا من المعانی والاسانید،(1579)216/11،دارالفکر،بیروت

[27]-احمد بن حنبل،المسند،(22999)،348/5

[28]-ویکی پیڈیا ڈاٹ کام،وقت 4:15 صبح،تاریخ:2018-2-19

[29]-ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی،السنن،رقم(3495)مکتبہ دارالفکر،بیروت

[30]-احمد بن حنبل،المسند:رقم الحدیث(19025)
[31]-ابن حبان،الصحیح،کتاب النکاح،رقم(4163)،المطبوعۃ دار الکتب العلمیہ،بیروت
[32]- الاسراء،23 :17
[33]-محمد بن حسن شیبانی،الجامع الصغیر،(1849)
[34]-بخاری،الجامع الصحیح،رقم(2587)،مسلم،الجامع الصحیح،رقم(1623)
[35]-الانعام،٦: ١٥١
[36]-ابوداؤد،السنن،باب فی الخیلاء فی الرحب،الرقم(9562)
[37]-النساء،4: 34
[38]-ابن جریر،جامع البیان،الرقم(392)،2/3،تاج کمپنی،لاہور)
[39]-النساء،4: 19
[40] -البقرۃ،2: 178
[41] -بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ،باب اعلام النبوۃ فی الاسلام،200/4
[42]-،ابن حجر،عسقلانی،محمد بن علی،فتح الباری،283/12،مکتبہ دار احیاء الترث العربیہ،بیروت
[43]-طبرانی،المعجم الکبیر،،مکتبہ دار احیاء الترث العربیہ،بیروت،رقم الحدیث(1169)،99/11
[44]-بخاری،الجامع الصحیح،باب ذکر الخوارج وصفاتھم،رقم الحدیث:1063،740/2
[45]-احمد بن حنبل،المسند،2/3
[46]-مقری،احمد بن محمد،المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر،باباالخاء،(166/1،المکتبۃ العلمیۃ،بیروت
[47]-ابواسماعیل ریحان،اصول الغزو والفکر،ص:5،مکتبہ قدوسیہ،لاہور،2000ء
[48]-ابواسماعیل ریحان،اصول الغزو والفکر،ص:5،مکتبہ قدوسیہ،لاہور،2000ء
[49]-فیروزالدین،فیروزاللغات،ص:767
[50]-القصص،28 :3
[51]-زبور،باب،106
[52]-زبور،باب،106
[53]-البقرۃ،2: 59
[54]-المائدۃ،5: 22
[55]-ابوداؤد،السنن،کتاب الملاجم،221/3،احمد بن حنبل،مسند،178/5
[56]-ابن دقیق،التمھید الرقم(1661)ص:331

[57]-احمد بن حنبل،المسند،501/2
[58]-انظر ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن،3/ 221
[59]-العنکبوت،29: 69
[60]-ابوریحان اسماعیل،اصول الغزوالفکر،ص:35
[61]-مطالعہ پاکستان،پنجاب ٹیکسٹ بورڈ،ص:45،لاہور،2000
[62]-جیونیوز،خانزادہ شاہزیب،وقت:10:00رات،2017-7-10
[63]-جیونیوز،خانزادہ شاہزیب،وقت:10:00رات،2017-7-10
[64]-ابن سعد،الطبقات،254/2،دارالفکر،بیروت
[65]-ابن اثیر،الکامل فی التاریخ،332/3،تاج کمپنی، کراچی
[66]-ابن سعد،الطبقات،254/2،دارالفکر،بیروت
[67]-ابو بکر جصاص،الاحکام القرآن،144/4،ادارہ اسلامیات،لاہور،2000
[68]-ابن اثیر،الکامل فی التاریخ،332/3،تاج کمپنی، کراچی
[69]-ابو بکر جصاص،احکام القرآن،144/4،ادارہ اسلامیات،لاہور،2000
[70]-ابوریحان اسماعیل،اصول الغزوالفکر،ص:50
[71]-قرطبیؒ،الجامع لاحکام القرآن،343/4،دارالفکر،بیروت
[72] -بخاری،الجامع الصحیح، رقم الحدیث(99)
[73] -نسائي،الجامع (4016)، والبیهقي: السنن الکبری، (9307)
[74]-ابن کثیر،البدایہ والنہایہ،120/3--111
[75]-ابن کثیر،البدایہ والنہایہ،120/3--111
[76]-ڈاکٹر حمید اللہ، غزوات نبی ﷺ،ادارہ اسلامیات،لاہور،ص:90